JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 14, Issue: 01, July – December 2020

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

نکاحِ مسیار اور شریعت کا اصولِ مصلحت

The Misyar marriage and the principle of Islamic jurisprudence "Maslaha"

Mehr Din*
Ph.D. Scholar, Institute of Islamic Studies, University of Punjab, Lahore.

Abstract

The Misyar marriage is legal across Arab countries. It is a contract under which the husband and wife give up several rights by their own free will, such as living together, equal division of nights between wives, the wife's rights to housing and maintenance money and the husband's right to home keeping and excess etc. The reasons that have led to the emergence of this kind of marriage are many such as: increase in the number of single women who are unable to get married, some women need to stay in their family home, some married man want to keep some women chaste because they need that, in some cases a husband may want to conceal his second marriage from his first wife, the man travels a phone to a certain place and stays there for lengthy periods so staying there with a wife is safer for him than not doing so. The scholars differed concerning the ruling on this type of marriage, and there are several opinions, ranking from the view that it is permissible, to the view that it is permitted but makrooh, or that it is not allowed. This article is an attempt to highlight the concept of the Misyar marriage in the light of the Islamic jurisprudence. The result of this research is that if the Misyar marriage fulfills the conditions of a valid marriage, namely the proposal and acceptance. The consent of the wali and witnesses or announcement of the marriage, then it is a valid marriage contract and it is good for some categories of men and women whose circumstances call for this type of marriage.

Keywords: *Misyar, Islamic jurisprudence, Marriage, Legal Status.*

CC BY

عصرِ حاضر میں معروف شرعی نکاح کے ساتھ ساتھ نکاح کے حوالہ سے جدید اصطلاحات کا بھی منصہ شہود پر ورود ہوا ہے۔ علماء عظام نے اپنی دینی واخلاقی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے ان نکاحوں کے مصالح ومفاسد پر سیر حاصل بحثیں کی ہیں تاکہ عوام الناس صحیح نہج اختیار کر کے دنیاوی واخروی فوز وفلاح سے بہرہ مند ہو سکیں۔ انہیں نکاحوں میں سے ایک کو نکاح مسیار کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ جو کہ عرب ممالک میں رواج پکڑ رہا ہے۔ زواج مسیار ایک جدید اصطلاح ہے ۔اس سے مراد یہ ہے کہ اس میں عورت اپنے نفقہ وسکنٰی کے حق سے دستبردار ہو جاتی ہے۔ یعنی نہ تو وہ مرد سے رہائش کا مطالبہ کرتی ہے اور نہ ہی اخراجات وغیرہ کا۔ وقت کا تقاضا ہے کہ نکاحِ مسیار کی صحیح صورت کو واضح کیا جائے۔ یہ دیکھا جائے کہ نکاح مسیار کیا ہے؟ اس قسم کے نکاح کے اسباب و محرکات کیا ہیں؟ کیا یہ نکاح کے شرعی ومعاشرتی مقاصد وتقاضے پورے کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں اس کی بنیادیں کیا ہیں؟ دورِ حاضر کے اہلِ علم کی اس کے بارہ میں آراء وفتاویٰ کیا ہیں؟ اور اس کے مصالح ومفاسد کے پیش نظر شریعت کا اصولِ مصلحت کیا کہتا ہے؟ زیرِ نظر مضمون "نکاحِ مسیار اور شریعت کا اصول مصلحت " اسی سلسلہء تحقیق کی ایک کڑی ہے۔

قرآن وسنت میں نکاح کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ نکاح کرنے سے ایک ایسا پاکیزہ عائلی نظام تشکیل پاتا ہے جس سے اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا سہل ہو جاتا ہے۔ تمام انبیاء ورسل علیہم السلام نے نکاح کیا اور وہ صاحب ازواج واولاد تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجاً وَذُرِّيَّةً﴾[1]

"اور آپ ﷺ سے پہلے ہم نے بہت سے رسولوں کو بھیجا اور ان کو ہم نے بیویاں عنایت فرمائیں اور اولاد بھی دی"۔

حدیث مبارکہ میں چار چیزوں کو حضرات مرسلین علیہم السلام کی سنت قرار دیا گیا ہے:

((أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ: الحَيَاءُ، وَالتَّعَطُّرُ، وَالسِّوَاكُ، وَالنِّكَاحُ)) [2]

"چار چیزیں رسولوں علیہم السلام کی سنت میں سے ہے: حیاء، عطر لگانا، مسواک اور نکاح۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي، فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي))[3]

"نکاح میری سنت ہے، جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ مجھ سے نہیں۔"

ایک اور حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے نکاح کرنے کا حکم دیا:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ البَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ))[4]

"اے نوجوانو! جو تم میں سے نان ونفقہ اور نکاح کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھتا ہے اور بدکاری سے محفوظ رکھتا ہے اور جسے اس کی طاقت نہ ہو تو اسے روزہ رکھنا چاہیے اس لیے کہ اس سے اس کی نفسانی خواہش دب جائے گی"۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدْ كَمُلَ نِصْفُ الدِّينِ، فَلْيَتَّقِ اللهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي))[5]

"جب بندہ نکاح کرلیتا ہے تو آدھے دین کو پورا کرلیتا ہے۔اب وہ باقی آدھے کے بارے میں اللہ سے ڈرتا رہے۔"

نکاح کرنے سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَمْ نَرَ - يُرَ - لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلُ النِّكَاحِ))[6]

"نکاح کے مثل محبت، دو محبت کرنے والوں میں اور کسی چیز میں نہیں دیکھی"۔

مذکورہ آیات واحادیث مبارکہ سے عیاں ہے کہ نکاح انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور بقائے دین و نسل کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

نکاح مسیار کا مفہوم

مسیار اور میسار عربی زبان کے الفاظ ہیں۔ مسیار کا لفظ، سیر سے نکلا ہے۔ جس کا مطلب ہے چلنا، پھرنا [7] لسان العرب میں ہے:

سیر: السیر: الذھاب [8] یعنی چلنا اور کسی ایک جگہ نہ ٹھہرنا اسے "مسیار" اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں مرد دوسری بیوی کی طرف چلتا ہے جو اقامت، نفقہ اور سکنیٰ جیسے حقوق سے دستبردار ہو چکی ہوتی ہے۔ میسار، یسر، سے بنا ہے جس کا معنی آسانی ہے۔ لسان العرب میں ہے:

الیسر: السهل [9] یعنی آسانی، سہولت

قرآن مجید میں ہے:

﴿يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلْيُسْرَ﴾[10]

"اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ رکھتا ہے"۔

چونکہ نکاح کی یہ صورت معروف نکاح کی نسبت آسان ہوتی ہے، اس لیے اسے نکاح مسیار کا نام جاتا ہے۔

نکاح مسیار کا اصطلاحی مفہوم

حافظ طاہر اسلام نکاح مسیار کی اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"نکاح مسیار میں نکاح معروف کے تمام ارکان و شرائط موجود ہوتے ہیں۔ مثلا ایجاب و قبول، ولی، گواہان، حق مہر اور ہمیشہ بسانے کی نیت وغیرہ۔ اس اعتبار سے یہ نکاح کی معروف صورت سے مشابہت رکھتا ہے، تاہم اس کا عرفی نکاح سے فرق یہ ہے کہ اس میں عورت اپنے نفقہ و سکنیٰ کے حق سے دستبردار ہو جاتی ہے۔ یعنی نہ تو وہ مرد سے رہائش کا مطالبہ کرتی ہے اور نہ ہی اخراجات وغیرہ کا۔ مزید یہ کہ اگر اس مرد کی پہلے سے ایک یا زیادہ بیویاں موجود ہوں تو وہ اس کو مساوی حقوق دینے کا پابند بھی نہیں ہوتا اور جب چاہے اس کے پاس آسکتا ہے"۔ [11]

یوسف القرضاوی نکاح مسیار کی تعریف یوں کرتے ہیں:

" زواج المسیار یقوم علی اعفاء الزوج من واجب السکن والنفقة،والتسویة فی البیوتیة بینها وبین زوجته الاخری تنازلا منها ، فهی ترید رجلا یعفها ، و یحصنها، وان لم تکلفه شیئا بما لدیها من مال وسکن وکفایة تامة-'' [12]

"نکاح مسیار کے قیام میں خاوند کو سکنیٰ، نفقہ ،اور رات گزارنے میں اپنی بیوی جس کے پاس وہ ٹھہرا ہوا ہے اور دوسری بیویوں کے درمیان مساوات جیسے وجوب معاف ہوتے ہیں۔ وہ عورت اپنی عفت و عصمت کو بچانے والا شوہر چاہتی ہے اگرچہ وہ آدمی اس کے پاس مال و سکن اور مکمل کفایت میں سے کسی کا مکلّف نہیں ہوتا۔"

دمشق یونیورسٹی کے پروفیسر اور مجمع فقہ اسلامی کے رکن وھبہ زحیلی اس کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"هو الزواج الذی يتم بين رجل وامرأة بايجاب و قبول و شهادة شهود و حضور ولی علی ان تتنازل المراة حقوقها المادية من مسكن و نفقة لها ولا لاولادها ان ولدت وعن بعض حقوقها مثل قسم فی المبيت بينها و بين ضرتها و تكفی بان يتردد عليها الرجل احياناً" [13]

"یہ ایسا عقد ہے جو عورت اور مرد کے درمیان ایجاب و قبول اور گواہوں اور ولی کی موجودگی کے ساتھ منعقد ہوتا ہے، اس بنیاد پر کہ عورت اپنے بعض حقوق مثلًا رہائش اپنے اور اپنی اولاد (اگر ہو جائے) کے نان و نفقہ اور شب بسری وغیرہ سے دستبردار ہو جاتی ہے۔ مرد جب چاہے اس کے پاس آ سکتا ہے۔"

نکاح مسیار کے اسباب و محرکات

وہ کون سے محرکات و اسباب ہیں جو عوام الناس کو نکاح مسیار پر ابھار رہے ہیں؟ اسلامی معاشرہ کا تنقیدی تناظر میں جائزہ لیں تو یہ تین قسم کے اسباب ہیں:

1۔ عورت سے متعلقہ اسباب 2۔ مرد سے متعلقہ اسباب 3۔ معاشرہ سے متعلقہ اسباب

ذیل میں ان کی الگ الگ وضاحت کی جاتی ہے۔

1۔ عورت سے متعلقہ اسباب

(الف) ایسی خواتین کی تعداد کثرت سے نظر آتی ہے جو نکاح کی عمر کو پہنچ چکی ہوتی ہیں، لیکن اس کے باوجود ان کی شادی نہیں ہوتی یا پھر شادی کے بعد طلاق یا خاوند کی موت کی وجہ سے اپنے گھروں میں بیٹھی ہوتی ہیں۔ بعض خواتین شادی کی عمر سے متجاوز ہو چکی ہوتی ہیں لیکن ابھی تک غیر شادہ شدہ ہوتی ہیں۔ جب ایک عورت لمبے عرصے تک بغیر شادی کے بیٹھی رہے تو دل و دماغ میں پریشانی کا طاری ہونا ایک فطری امر ہے۔ عورت یا اس کے سرپرستوں کو اس تکلیف دہ صورتحال سے چھٹکارے کے لیے یہ صورت مناسب معلوم ہوتی ہے کہ بعض حقوق سے دستبردار ہو کر نکاح کر لیا جائے تاکہ عورت کی پاکدامنی کا محافظ خاوند مل جائے جس سے اولاد ہو اور وہ خاتون پرسکون زندگی گزار سکے۔

(ب) عورتیں تعدد ازواج کو قبول نہیں کرتیں باوجود یکہ وہ اسے اللہ کی طرف سے مدد کو عطا کردہ ایک حق سمجھتی ہیں، لیکن طبعی غیرت کی بنا پر وہ اسے برداشت نہیں کر پاتیں، لیکن اس روے کی بنیاد پر وہ طویل مدت تک اپنے گھروں میں بیٹھی رہتی ہیں حتیٰ کہ جب شادی کی عمر گزر جاتی ہے تو پھر شادی کی خاطر وہ اپنی حقوق سے دستبردار ہونے کے لیے بھی آمادہ ہو جاتی ہیں۔ اس رویے کی بناء پر مرد بھی نکاح کے ذریعے شادی پر مجبور ہو گئے ہیں، کیونکہ ان کی خواہش ہوتی ہے کہ پہلی بیوی کو دوسری شادی کا علم نہ ہو اسی طرح

انہیں اپنے خاندان کے بکھرنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے، اس لیے کہ دوسری شادی کو زیادہ تر چھپانے اور دوسری بیوی کے ہاں وقت نہ گزارنے کی وجہ سے پہلی بیوی کو اس کا علم مشکل ہی ہو پاتا ہے۔ چنانچہ مجبور ہو کر نکاح مسیار کی طرف مردوں کے جانے کا سبب یہ ہے کہ وہ پہلی بیوی کو اس سے مطلع کرنے سے بچنا چاہتے ہیں جبکہ دوسری شادی کے بھی حاجت مند ہوتے ہیں۔

2۔ مرد سے متعلقہ اسباب

(الف) بعض اوقات مردوں کو اپنی جنسی خواہش کی تسکین مقصود ہوتی ہے جسے وہ اپنی پہلی بیوی سے حاصل نہیں کر سکتے جسکی وجہ ان کی کبر سنی یا بچوں کے ساتھ مصروفیت وغیرہ ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں دوسری شادی ان کا شرعی حق ہے، لیکن پہلی بیوی کے با خبر ہونے اور خاندان میں انتشار و بے چینی پیدا ہونے کے خوف سے وہ ایسا نہیں کر پاتے۔ اس طرح یہ امر نکاح مسیار کے ظہور کا سبب بن جاتا ہے۔ کیونکہ اس طرح گھر سے طویل غیر حاضری اور دوسری جگہ شب بسری کئے بغیر پاکدامنی بھی حاصل ہو جاتی ہے اور جنسی ضرورت کی تکمیل بھی۔ تقریبا ۹۰ فیصد لوگوں کا خیال ہے کی نکاح مسیار کا سبب مردوں کی جنسی تسکین کے حصول کا جذبہ اور سے پہلی بیوی سے پوشیدہ رکھنے کی خواہش ہے۔[14]

(ب) بعض اوقات مرد حضرات میں اپنی خاندانی زندگی میں مزید ذمہ داریاں اٹھانے کی قدرت و استعداد کے حامل نہیں ہوتے، خصوصاً عصر حاضر میں جبکہ شادی کرنا ایک انتہائی دشوار ہو چکا ہے، لیکن اپنی پاکدامنی اور جنسی ضرورت کی تسکین کے لیے انہیں دوسری شادی کی ضرورت ہے۔ ان کی یہ ضرورت وہ خواتین پوری کر سکتی ہیں جو طلاق یافتہ یا بیوہ ہوتی ہیں یا پھر لمبے عرصے سے شادی کے انتظار میں بیٹھی ہوتی ہیں اس طرح یہ صورتحال نکاح مسیار تک لے جانے کا باعث بن جاتی ہے۔

(ج) مرد کی خواہش ہوتی ہے کے اسے ایسی بیوی میسر آئے جس سے وہ سکون حاصل کرے اور اپنی پاکدامنی کی حفاظت کر سکے لیکن اس راستے میں ایک بڑی رکاوٹ حائل ہو جاتی ہے اور وہ ہے لوگوں کا حق مہر کے معاملہ میں غلو کا مظاہرہ کرنا اور مرد پر ایسی مشکل ذمہ داریاں ڈال دینا جن سے عہدہ برآ ہونا اس کی مالی استعداد سے متجاوز ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ نکاح مسیار کی طرف گامزن ہو جاتا ہے۔

3۔ معاشرہ سے متعلقہ اسباب

(الف) بعض اوقات ایک لڑکی کے علاوہ والدین کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ہوتا یا خاتون کو بعض ایسی رکاوٹیں درپیش ہوتی ہیں جن کی بنا پر وہ گھریلو ذمہ داریاں ادا کرنے سے قاصر ہوتی ہے جبکہ اس کے سرپرست اس کی پاکدامنی اور اولاد کے خواہشمند ہوتے ہیں لہٰذا وہ اس کے خاوند پر کسی قسم کی ذمہ داری عائد نہیں کرتے اور نکاح مسیار پر رضامند ہو جاتے ہیں۔

(ب) ایک سے زائد شادیوں کی خواہش رکھنے والے شخص کو معاشرے میں طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ شہوت پرست ہے اور عورتوں کے علاوہ اسے کوئی کام نہیں۔ حالانکہ بعض خاص وجوہات کی بنا پر اسے حقیقتاً دوسری شادی کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ وہ اپنی پاکدامنی برقرار رکھ سکے، لیکن وہ معاشرے کی لعن طعن سے بچنے کے لیے علی الاعلان ایسا نہیں کرتا جس سے نکاح مسیار کی صورت بن جاتی ہے۔

(ج) معاشرہ میں ایسی بے شمار مطلقہ اور بیوہ عورتیں نظر آتی ہیں جن کے پاس کثیر مال موجود ہے اور وہ خاوند کی تلاش میں ہیں۔ اسی طرح بہت سی ایسی خواتین ہیں جن کے سرپرست عفت و عصمت اور اولاد کے حصول کی خاطر انکی شادی کے خواہش مند ہیں خواہ انہیں اس پر مال ہی کیوں نہ خرچ کرنا پڑے۔ چنانچہ یہ حالات نکاح مسیار کی راہ ہموار کر دیتے ہیں۔

نکاح مسیار کے مصالح ومفاسد

نکاح مسیار کے مصالح پر غور کریں تو مرد و عورت اور معاشرہ تینوں اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ اس قسم کے نکاح سے ایک طرف تو کئی کنواری مگر عمر رسیدہ، بیوہ اور مطلقہ عورتوں کی عفت و عصمت محفوظ ہو گی تو دوسری طرف مرد بھی اپنے جذبہ جنس کی تسکین حاصل کر سکیں گے اور معاشرہ بھی جنسی بے راہ روی کے برے اثرات سے محفوظ ہو جائے گا۔
حافظ شعیب احمد نکاح مسیار کے مفاسد کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں کہ "اس صورت میں عورت خود کو مرد کی قوامیت سے آزاد سمجھنے لگ سکتی ہے نیز اس طرح اولاد پر والد کے خوف اور رعب کے اثرات نہ ہونے سے اولاد کی تربیت بھی متاثر ہو گی۔[15]
حافظ طاہر اسلام، علامہ محمد صالح المنجد کے حوالہ سے نکاح مسیار کے نقصان دہ پہلو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"خاندان کے مقاصد مثلاً زوجین کے مابین محبت و مودت اور کامل راحت و اطمینان نظر انداز ہو جاتے ہیں اور صحیح طور پر حاصل نہیں ہوتے ہیں۔ اس میں عورت اپنے آپ کو مرد کی قوامیت سے آزاد سمجھتی ہے جس سے اس کے رویے میں بدسلوکی آتی ہے اور وہ اپنے ساتھ ساتھ معاشرہ کو بھی نقصان پہنچاتی ہے۔"[16]

شریعت کا اصول مصلحت

شریعت اسلامی کا ایک اہم اصول مصلحت ہے۔ اسلام ایک دین فطرت ہے جس کے احکام تدریجاً نازل ہوئے جس سے عیاں ہے کہ مصالح العباد کی رعایت دین اسلام کا مقصد اوّل ہے۔ فرد اور معاشرے کی حقیقی مصلحت جس سطح پر بھی نمودار ہوتی ہے۔ تشریع اسلامی اس کی بھرپور رعایت و حمایت کرتی ہے۔ لیکن مصلحت وہی معتبر ہو گی جو شارع کی نظر میں واقعی مصلحت ہے۔ مصلحت کا لفظ "صلاح" سے ماخوذ ہے اور اس کی جمع مصالح آتی ہے۔ الصحاح میں مصلحت کے مفہوم کو یوں بیان کیا گیا ہے:

"الصلاح: ضد الفساد۔۔۔ والمصلحة واحدة المصالح والا ستصلاح نقيض الاستفساد۔" [17]

"صلاح فساد کی ضد اور مصلحت، مصالح کی واحد ہے اور استصلاح فساد دفع کرنے کی طلب ہے"۔

امام غزالیؒ مصلحت کا اصطلاحی مفہوم یوں بیان کرتے ہیں:

"المصلحة فهی عبارة فی الاصل عن جلب منفعة او دفع مضرة ولسنا نعنی به ذلک، فان جلب المنفعة و دفع المضره مقاصد الخلق و صلاح الخلق فی تحصیل مقاصد مم لکنا نعنی بالمصلحة: المحافظة علی مقصود الشرع، و مقصود الشرع من الخلق خمسة وموان یحفظ علیهم دینهم ، و نفسهم و عقلهم ونسلهم ومالهم، فکل مایتضمن حفظ هذه الاصول الخمسة فهو مصلحة، وکل مایفوت هذه الاصول ، فهو مفسدة ودفعها مصلحة"[18]

"مصلحت بنیادی طور پر حصول منفعت یا نقصان کو دور کرنے سے عبارت ہے۔ بلا شبہ حصول منفعت اور دفع مضرت مقاصد خلق میں سے ہے اور انسانوں کی بہتری و اصلاح اسی میں ہے کہ یہ مقاصد حاصل ہوں۔ مصلحت سے ہماری مراد یہ ہے کہ شریعت کے مقاصد کا تحفظ کیا جائے، انسانوں سے متعلق شریعت کے پانچ مقاصد ہیں اور یہ وہ ہیں کہ ان کے دین، جان، عقل، نسل اور مال کا تحفظ کیا جائے۔ لہٰذا ہر وہ چیز جس سے ان پانچ اصولوں کا تحفظ ہو وہ مصلحت ہے اور جس سے ان اصولوں کو نقصان پہنچے وہ مفسدہ ہے۔ ایسے مفسدہ کو دور کرنا مصلحت کہلاتا ہے"۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاویٰ میں ضرورت کا اعتبار کرتے ہوئے جلب مصلحت اور دفع مفسدہ کی صراحت کی ہے بلکہ مصالح کی بابت فکری تغلیظ کی نشاندہی کرتے ہوئے جلب مصلحت اور دفع مفسدہ و مضرت، ہر دو میں مصلحت ہی کی کارفرمائی پر غور و فکر کی دعوت بھی دی ہے۔ ابن تیمیہ کے طرز عمل سے مصلحت کے اصول کے اطلاق کی ایک مثال ابن قیمؒ روایت کرتے ہیں:

"سمعت شیخ الاسلام ابن تیمیة قدس الله روحه و نور ضریحه یقول: مررت أنا و بعض اصحابی فی زمن التتار یقوم منهم یشربون الخمرا فأنكر علیهم من كان معی، فأنكرت علیه، وقلت له: انما حرم الله الخمر لا نها تصدعن ذكر الله و عن الصلاة، وهولا ء یصدهم الخمر عن قتل النفوس وسبی الذریة وأخذ الأموال فدعهم"[19]

"شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ فتنہ تاتار کے زمانے میں میرا گزر تاتاریوں کے ایک گروہ پر ہوا جو شراب نوشی میں مشغول تھا۔ میرے ساتھیوں نے انہیں ملامت کرنا شروع کیا تو میں نے انہیں روکتے ہوئے کہا کہ اللہ نے شراب سے اس لیے منع کیا کہ وہ ذکر اللہ اور نماز سے روکتی ہے مگر یہاں شراب ان کو قتل نفوس اور ظلم و ستم سے روکے ہوئے ہے لہٰذا ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو"۔

عصرِ حاضر میں نکاح مسیار پر شریعت کے اصول مصلحت کا اطلاق اور علماء کرام کے مواقف و فتاویٰ

عصر حاضر میں نکاحِ مسیار پر شریعت کے اصول مصلحت کے اطلاق کا جائزہ لینے کے لیے مذکورہ نکاح کے بارہ میں عصر حاضر کے علماء کرام کے مواقف و فتاویٰ کا بیان ناگزیر ہے۔ نکاح مسیار کے متعلق علماء و فقہاء مختلف فیہ مواقف و آراء رکھتے ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ ایک باطل و فاسد نکاح ہے۔ بعض اسے مذاق اور کھیل تماشے سے تعبیر کرتے ہیں۔ایک طبقہ اسے کراہت کے ساتھ جائز قرار دیتا ہے جبکہ بعض علماء اس کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ بہر حال نکاح مسیار کے جواز اور عدم جواز کے حوالہ سے علماء کے تین مواقف نمایاں ہیں:

1۔ پہلا موقف: نکاح مسیار ناجائز ہے۔

2۔ دوسرا موقف: نکاح مسیار مکروہ ہے۔

3۔ تیسرا موقف: نکاح مسیار جائز ہے۔

1۔پہلا موقف: نکاح مسیار ناجائز ہے

بعض علماء کرام نکاح مسیار کے عدم جواز کے قائل ہیں۔ جن میں سے چند حضرات گرامی کی آراء و فتاویٰ اور دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد عبدالغفار الشریف

ڈاکٹر محمد عبدالغفار الشریف جو پرنسپل : شریعہ اسلامیہ کالج اور دراسات اسلامیہ ، کویت) نکاح مسیار کے بارے میں فرماتے ہیں :

”زواج المسيار بدعة جديدة، ابتدعها بعض ضعاف النفوس، الذين أن يتحللوا من كل مسئوليات الأسرة، ومقتضيات الحياة الزوجية“ 20

"نکاح مسیار ایک جدید بدعت ہے جو بعض کمزور لوگوں نے نکالی ہے جو خاندانی ذمہ داریوں اور حیات زوجیہ کے تقاضوں سے جان چھڑانا چاہتے ہیں۔"

ڈاکٹر عجیل جاسم النشمی

کلیۃالشریعہ کویت کے سابق عمید ڈاکٹر عجیل جاسم کے نزدیک زواج مسیار ایک باطل عقد ہے۔ باطل نہ مانا جائے تو کم از کم فاسد ضرور ہے۔ ڈاکٹر النشمی نے اپنے استدلال میں درج ذیل چھے دلائل پیش کیے ہیں :

1۔اس میں شادی کے عقد کی تحقیر و تذلیل ہے اور قدیم فقہا نے اس قسم کو موضوع بحث نہیں بنایا اور اس کا درست ہونے سے ادنی سا تعلق بھی نہیں۔

2۔اس عقد کو فساد کا ذریعہ بھی بنایا جا سکتا ہے۔ بایں طور کہ خواہشات نفس رکھنے والے اسے اپنا شعار بنالیں گے اور عورت کہے گی کہ جو میرے دروازے پر آ رہا ہے، نکاح مسیار کی رو سے میرا خاوند ہے، حالانکہ ایسا نہ ہو گا اور اس قسم کی صورتحال کا سد باب، اصول دین میں معتبر سمجھا لیا گیا ہے۔

3۔ عقد نکاح مسیار شریعت اسلامیہ کے ان مقاصد کے منافی ہے جو ایک مستقل خاندان کی تشکیل سے حاصل ہوتے ہیں۔

4۔اکثر طور پر نکاح مسیار پوشیدہ ہوتا ہے اور اس معاملے کے عیوب و نقائص اس نکاح کی ممانعت کے لیے کافی ہیں۔

5۔شادی کی اس صورت میں اگر عورت نفقے کا مطالبہ کرے تو اس کو طلاق کا خوف رہتا ہے کیونکہ اس سے قبل وہ اپنے اس حق سے دستبردار ہو چکی ہوتی ہے۔

6۔اس صورت میں خاوند گنہگار ہوتا ہے کیونکہ وہ پہلی بیوی کے علم کے بغیر دوسری کے پاس جاتا ہے، اور جو وقت وہ اس کے ساتھ گزارتا ہے یا اس سے جو معاملہ کرتا ہے، پہلی بیوی کے وقت اور حق میں سے ہوتا ہے۔ 21

آخر میں ڈاکٹر موصوف کہتے ہیں :

”أن هذا الزواج يشبه زواج المحلل وزواج المتعة من حيث الصحة شكلاً، والحرمة شرعاً.“22

"یہ نکاح ازروئے شکل وصحت کے اور ازروئے شرع حرمت میں حلالہ اور متعہ کے مشابہ ہے۔"

2۔شادی کی اس شکل سے بہت سے مفاسد اور شادی کی حکمت کے منافی نتائج نکلتے ہیں جن کا تعلق صحت، سکون، طہارت و پاکدامنی کے ساتھ ساتھ اولاد کے ضیاع، ازدواجی وعائلی زندگی کے مسائل اور اس نکاح کے عدم اعلان سے ہے۔ اگر اسے کوئی ہمسایہ یا پڑوسی دیکھے تو طرح طرح کے خیالات اور قیاس آرئیاں جنم لیں گی۔ مزید برآں، نکاح مسیار، عورتوں کی مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے مترادف ہے، اگر معروف طریقے سے اسے نکاح میسر ہو تو وہ کبھی بھی اسے قبول نہ کرے، اس میں عورت کی توہین کا پہلو بھی ہے۔

الشیخ محمد ناصرالالبانیؒ

شیخ البانیؒ نکاح مسیار کی عدم اباحت کے قائل ہیں۔ان کے نزدیک اس میں بہت نقصانات ہیں جن میں سر فہرست یہ ہے کہ اس سے بچوں کی تربیت اور اخلاق پر منفی اثر مرتب ہوتے ہیں۔ شیخ موصوف سے جب نکاح مسیار کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے اس سے منع فرمایا اور ممانعت کے دو اسباب بیان کیے:

"الأول : أن المقصود من النكاح هو " السكن " كما قال تعالى : ﴿ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾[23] وهذا الزواج لا يتحقق فيه هذا الأمر. والثاني : أنه قد يقدَّر للزوج أولاد من هذه المرأة ، وبسبب البعد عنها وقلة مجيئه إليها سينعكس ذلك سلباً على أولاده في تربيتهم وخلقهم"[24]

اول: نکاح کا مقصود سکون ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (اور اس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تم میں سے بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم ان کے پاس جاکر سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھ دیے، یقینا اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں) یہ نکاح یہ مقصد پورا نہیں کرتا۔

ثانی: شوہر کی اس بیوی سے اولاد ہونا یقینی بات ہے مگر لیکن دوری اور کم آمد اولاد کی تربیت واخلاق کو متاثر کرتی ہے۔

ڈاکٹرابراہیم

آپ سلطنت عمان میں کلیہ شریعہ والقانون کے استاذ ہیں اور نکاح مسیار کی عدم اباحت کے قائل ہیں۔ وہ اس کے متعلق فرماتے ہیں:

"أميل إلى القول بحرمة زواج المسيار لأنه لا يحقق الغرض الذي يقصده الشارع من تشريع الزواج"[25]

"میں نکاح مسیار کی حرمت کے قول کی طرف میلان رکھتا ہوں کیونکہ یہ شارع کے مقاصد نکاح کو پورا نہیں کرتا۔"

الشیخ عبدالعزیزالمسند

الشیخ المسند سعودی عرب کی وزارۃ التعلیم العالی کے مشیر اور معروف عالم ہیں۔ شیخ موصوف نے نکاح مسیار پر سخت تنقید کی ہے اور اسے محض مذاق، کھیل اور عورت کی توہین قرار دیا ہے موصوف کے بقول ایسا نکاح بزدل مرد ہی کرتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں:

”زواج المسيار ضحكة ولعبة.. فزواج المسيار لا حقيقة له، وزواج المسيار هو إهانة للمرأة، ولعب بها..، فلو أبيح أو وجد زواج المسيار لكان للفاسق أن يلعب على اثنتين وثلاث وأربع وخمس.. وهو وسيلة من وسائل الفساد للفساق... وأستطيع أن أقول: "إن الرجال الجبناء هم الذين يتنطعون الآن بزواج المسيار.“[26]

"نکاح مسیار مذاق اور کھیل ہے۔اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ عورت کی اہانت ہے۔اگر اسے جائز قرادے دیا جائے تو یہ فاسق کے لیے دو چار یا پانچ عورتوں سے کھیلنا جائز ہو جائے گا اور فاسقوں کے لیے فساد کا ایک ذریعہ بن جائے گا۔ میں تو کہتا ہوں کہ آج کل زواج مسیار میں محض بزدل قسم کے لوگ ہی مشغول ہیں"۔

ڈاکٹر حسن ثانی

مدینہ منورہ کی طیبہ یونیورسٹی کے ایسوسی ایٹ پروفیسر آف سائیکالوجی ڈاکٹر حسن ثانی کا کہنا ہے کہ نکاح المسیار شرعی نکاح کی شرائط اور ضوابط سے بچنے کا قانونی طریقہ ہے۔ان کا کہنا تھا کہ اس قسم کی شادی سے حقیقی شادی کے فوائد حاصل نہیں ہو سکتے اور جو تعلق شروع سے ہی غیر مستحکم ہو اس کا اچھا نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ڈاکٹر حسن ثانی نے نکاح المسیار کو محض جسمانی تعلق قرار دیتے ہوئے معاشرے میں خرابی کی وجہ قرار دیا۔[27]

ڈاکٹر حسین بن محمد بن عبداللہ آل شیخ

ڈاکٹر حسین بن محمد بن عبداللہ آل شیخ جامعہ محمد بن سعود مملکت سعودی عرب کے سابق استاذ مساعد ہیں۔انہوں نے نکاح مسیار پر شدید تحفظات کا اظہار کیا۔انہوں نے فرمایا:

”إن زواج المسيار بالنظر العام إلى أركانه وشروطه جائز شرعاً، ولكن لما في هذه الشروط من نتائج سيئة، فهي فاسدة“ [28]

"نکاحِ مسیار عام نظر میں ارکان و شروط کے لحاظ سے شرعاً جائز ہے لیکن جب ان شروط کے نتائج برے ہوں تو یہ فاسد ہیں۔"

مذکور اہل علم کے علاوہ ڈاکٹر الزحیلی[29] اور ازہر شریف میں مجمع البحوث الاسلامیہ کے رکن ڈاکٹر محمد راوی .[30]، بھی نکاح مسیار کے بارے میں عدم اباحت کا موقف رکھتے ہیں۔

دوسرا موقف: نکاحِ مسیار مکروہ ہے

بعض علماء کے نزدیک نکاح مسیار جائز تو ہے، لیکن اس میں کراہت ہے۔ان میں سے چند علماء کی موقر آراء پیش خدمت ہیں۔

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی دمشق یونیورسٹی کے پروفیسر اور مجمع فقہ اسلامی کے رکن ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

"هذا الزواج صحيح غير مرغوب فيه شرعا.. لأنه يفتقر إلى تحقيق مقاصد الشريعة الإسلامية في الزواج من السكن النفسي، والإشراف على الأهل والأولاد ورعاية لأسرة بنحو أكمل، وتربية أحكم"[31]

"نکاح مسیار درست ہے، مگر شرعی طور پر ناپسندیدہ ہے اس لیے کہ اس میں شریعت اسلامیہ کے مقاصد پورے طور پر موجود نہیں مثلاً قلبی اطمینان، اہل وعیال کی نگرانی، کامل طریقے سے خاندان کی دیکھ بھال اوور پختہ تربیت وغیرہ"۔

ڈاکٹر یوسف القرضاوی

ڈاکٹر موصوف کا موقف ہے کہ نکاح مسیار ایک عام نکاح ہے۔ اعتبار مسمیات و مضامین کا ہو گا نہ کہ اسماء و عناوین کا۔ یہ نکاح عرفی نکاح کے قریب ہے اگرچہ مکمل طور پر اس کے مشابہ نہ بھی ہو۔ وہ فرماتے ہیں:

"زواج المسيار۔۔فهو قريب من الزواج العرفي إن لم يكن مثله تماماً"[32]

"زواج مسیار۔۔ یہ عرفی نکاح کے قریب ہے اگرچہ مکمل طور پر اس کے مشابہ نہ بھی ہو۔"

ڈاکٹر قرضاوی نے اس کے جواز پر یوں استدلال کیا ہے کہ اس میں تمام ارکان و شرائط مکمل ہیں۔ اگرچہ عورت اپنے بعض حقوق سے دستبردار ہو جاتی ہے تو اس کا اسے اختیار ہے۔ کیونکہ وہی حقوق کی مالک ہے اور وہ انہیں چھوڑنے کے بھی مجاز ہے۔ یہ چیز عقد پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ ڈاکٹر موصوف سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے عمل کو بھی بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اپنے حقوق سے دستبرداری کو عقد میں بطور شرط ذکر نہ کرنا ہے بلکہ اسے عرفی طور پر ہی باہمی مفاہمت سے سمجھ لینا چاہیے۔ اگرچہ عقد میں اس کے ذکر سے نکاح باطل نہ ہو گا اور اس کی شرائط کی پابندی لازم ہو گی۔[33]

الشیخ عبداللہ بن منیع

ہیئۃ کبار العلماء کے رکن شیخ عبد اللہ بن منیع کی نکاح مسیار کے بارے میں رائے یہ ہے کہ یہ شادی درست ہے اور وہ اسے منع نہیں سمجھتے البتہ ناپسند جانتے ہیں۔ ان کے خیال میں یہ عورت اور اس کی عزت و رفعت کے لیے موجب توہین ہے لیکن چونکہ حق اس کا ہے اور وہ رضامندی سے اپنے حق سے دستبردار ہو گئی ہے۔[34] ان کے خیال میں نکاح مسیار میں حرام کا کوئی شائبہ نہیں۔ موصوف اس سلسلے میں تحریم تو کجا توقف کے قول کو بھی رد کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ:

"الأصل في العقود الشرعية، ومنها الزواج هو الإباحة، فكل عقد استوفى أركانه وشرائطه الشرعية كان صحيحاً ومباحا، ما لم يتخذ جسرا أو ذريعة إلى الحرام، كنكاح التحليل، والزواج المؤقت، وزواج المتعة، وليس في المسيار قصد حرام... وأستهجن القول بتحريمه، أو التوقف في شأنه".[35]

"شرعی معاہدوں میں بشمول نکاح اصل اباحت ہے۔ ہر وہ عقد جس کے ارکان و شرائط مکمل ہوں وہ صحیح اور جائز ہو گا، بشرطیکہ اسے حرام تک پہنچنے کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ جیسا کہ حلالہ، متعہ اور وقتی نکاح میں ہوتا ہے۔ نکاح مسیار میں کوئی حرام مقصد نہیں ہوتا۔ میں اس کی حرمت یا اس میں توقف کے قول کو ناپسند سمجھتا ہوں۔"

ان کے نزدیک نکاح مسیار کے مفید پہلو زیادہ ہیں وہ نکاح مسیار کے غلط اور برے اثرات پر بھی یقین نہیں رکھتے بلکہ معاملہ اس کے بر عکس ہے۔ان کے نزدیک اس سے عورت کو تحفظ ملتا ہے، پاکدامنی حاصل ہوتی ہے اور وہ انحراف سے بچ جاتی ہے۔"[36]

الشیخ سعود الشریم

مسجد الحرام کے امام وخطیب شیخ الشریم نکاح مسیار کے بارے میں کہتے ہیں:

"إن هذا الزواج يحقق الإحصان لكنه لا يحقق السكن. والغالب فيه أن تكون المرأة هي الخاطب، وبالتالي فهي تستطيع أن تحكم على ما تجنيه من فائدةواستدل على جوازه بأنه عقد مستكمل الأركان والشروط، وأنه لا بأس بتنازل المرأة عن بعض حقوقها وفي ذلك يقول:"إذ ا تنازلت المرأة عن حقها فهي أولى الناس بنفسها، ولا تعني إساءة تطبيق زواج المسيار تحريمه، فقد يحصل منه ضرر من وجه دون آخر، وقد يكون الفساد الناتج عن ترك هذا الزواج أدهى من الفساد الناجم مع وجوده وتحققه."[37]

"اس سے پاکدامنی تو حاصل ہوتی ہے، مگر راحت واطمینان نہیں۔۔۔میں اس کے جواز پر استدلال کرتا ہوں کہ یہ نکاح ارکان وشروط کو پورا کرنے والا ہے۔۔اگر عورت اپنے حق سے دستبردار ہوتی ہے تو وہ اپنے آپ کی زیادہ حقدار ہے۔ نکاح مسیار سے پیدا ہونے والے بعض برے نتائج اسے حرام نہیں کرسکتے۔اسلیے کہ کبھی اک پہلو سے تو نقصان ہوتا ہے، لیکن دوسرے سے نہیں۔کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ اس کو چھوڑنے کے نتیجے میں پیدا ہونے والا فساد اس فساد سے زیادہ مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے جو نکاح مسیار کی موجودگی میں ہوتا ہے۔"

ابو عبداللہ الشیرازی

ابو عبداللہ شیرازی نکاح مسیار کے بارے میں فرماتے ہیں:

"زواج المسيار ـ وهو الصحيح ـيقول أن الزوجين آثمين ولكن العقد صحيح، كحجّ المرأة بدون مَحرم"[38]

"نکاح مسیار صحیح ہے اگرچہ زوجین گنہگار ہوں گے لیکن نکاح صحیح ہوگا جیسا کہ بغیر محرم کے عورت کا حج ہوتا ہے (یعنی حج تو صحیح ہے مگر عورت گنہگار ہے۔)"

تیسرا موقف: نکاح مسیار جائز ہے

تیسرا موقف رکھنے والے علماء کے نزدیک نکاح مسیار جائز ہے۔ان کا کہنا ہے کہ اگر عقد کی شرعی شرائط پوری ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔یعنی ولی، فریقین کی رضامندی، گواہان اور زوجین کا موانع نکاح سے محفوظ ہونا وغیرہ۔ذیل میں ان کی آراء و فتاویٰ پیش ہیں۔

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نکاح مسیار کرتا ہے۔ یہ اس کی دوسری، تیسری یا چوتھی بیوی ہے، جو اپنے والدین کے گھر رہے گی اور خاوند مختلف اوقات میں اس کے پاس جایا کرے گا۔ جو ان دونوں کے حالات کے مطابق مناسب ہوں گے، تو کیا یہ درست ہے؟ شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا کہ اگر عقد کی شرعی شرائط پوری ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یعنی ولی، فریقین کی رضامندی، گواہان اور زوجین کا موانع نکاح سے محفوظ ہونا۔ سوال اور جواب پیش خدمت ہے:

"س: قرات فی احدی الجرائد تحقی اما یسمی (زواج المسیار) و هذا الزواج هو ان یتزوج الانسان ثانیة او ثالثة او رابعة و هذه الزوجة یکون عندها ظروف تجبرها علی البقاء عند والدیها او احدهما فی بیتها فیذهب الیها زوجها فی اوقات مختلفة تخضع لظروف کل منهما -- فما حکم الشریعة الغرا فی مثل هذا الزوج ؟ افتونا ماجورین -"

"ج: لا حرج فی ذلک اذا استوفی العقد الشروط المعتبرة شرعا ، وھی وجود الولی ، و رضا الزوجین ، و حضور شاهدین عدلین علی اجراء العقد و سلامة الزوجیة من الموانع لعموم قول النبی ﷺ((أَحَقُّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الفُرُوجَ))[39]-- - فإذا اتفق الزوجان علی أن المرأة تبقی عند أهلها، أو علی أن القسم یکون لها نهاراً لا لیلاً، أو في أیام معینة، أو لیالي معینة: فلا بأس بذلك، بشرط إعلان النکاح، وعدم إخفائه"[40]

"میں نے ایک تحقیقی جریدہ میں نکاح مسیار سے موسوم نکاح کے متعلق پڑھا کہ ایک شخص نکاح مسیار کرتا ہے۔ یہ اس کی دوسری، تیسری یا چوتھی بیوی ہے، جو اپنے والدین کے گھر رہے گی اور خاوند مختلف اوقات میں اس کے پاس جایا کرے گا۔ جو ان دونوں کے حالات کے مطابق مناسب ہوں گے، تو کیا یہ درست ہے؟ شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: اگر عقد کی شرعی شرائط پوری ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یعنی ولی، فریقین کی رضامندی، گواہان اور زوجین کا موانع نکاح سے محفوظ ہونا۔ اس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ "وہ شرطیں جن کے ذریعہ تم نے عورتوں کی شرم گاہوں کو حلال کیا ہے پوری کی جانے کی سب سے زیادہ مستحق ہیں۔"--جب میاں بیوی اس بات پر متفق ہیں کہ عورت اپنے والدین کے پاس رہے گی یا اس کے لیے تقسیم میں رات کے بجائے دن ہو گا یا مقررہ دن یا راتیں ہو گی تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔ بشرطیکہ نکاح کا اعلان کر دیا جائے اور اسے مخفی نہ رکھا جائے۔"

فتاویٰ شیخ ابن باز میں بھی نکاح مسیار کے حوالے سے ایک فتویٰ سوال نمبر 188 کے تحت ہے۔ شیخ موصوف سے پوچھا گیا کہ نکاح مسیار اور نکاح شرعی میں کیا فرق ہے اور زواج مسیار کے لیے کن شرائط کا پورا کرنا ضروری ہے؟ جواباً شیخ بن باز نے فرمایا:

"الواجب علی کل مسلم أن یتزوج الزواج الشرعي وأن یحذر ما یخالف ذلك سواء سمي زواج مسیار أو غیر ذلك. ومن شرط الزواج الشرعي الإعلان فإذا کتمه الزوجان لم یصح؛ لأنه والحال ما ذکر أشبه بالزنی، والله ولي التوفیق."[41]

"ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ نکاح شرعی ہی کرے اور اس کی خلاف ورزی سے اجتناب کرے۔ خواہ اس کا نام زواج مسیار ہو یا کچھ اور۔ زواج شرعی کی شرائط میں سے ایک شرط اعلان بھی ہے اگر زوجین نکاح کو چھپائیں گے تو یہ صحیح نہ ہو گا کیونکہ اس صورت میں یہ زنا کے مشابہ ہو گا۔"

الشیخ عبدالعزیز عبداللہ آل الشیخ

شیخ موصوف سعودی عرب کے مفتی اعظم ہیں۔ نیز رئیس ھیئۃ کبار العلماء اور رئیس ادارۃ البحوث العلمیۃ والدعوۃ والارشاد کی ذمہ داریاں بھی نبھا رہے ہیں۔ نکاح مسیار کے حکم کے بارے میں پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

"فإذا كملت الشروط وأعلن -- فإن هذا نكاح صحيح ، سمِّه بعد ذلك ما شئت[42]".

"جب اس میں شرائط و اعلان موجود ہو تو یہ نکاح صحیح ہے۔ اس کے بعد اسے جو مرضی نام دے دیں۔"

الشیخ عبداللہ عبدالرحمٰن الجبرین

علامہ الجبرین سعودی عرب کے ممتاز عالم اور ادارۃ الافتاء والدعوۃ والارشاد کے رکن ہیں، نکاح مسیار کے بارے میں آپ کہتے ہیں:

"اعلم أن هذا الاسم مرتجل جديد ويراد به أن يتزوج امرأة ويتركها في منزلها ولا يلتزم لها القسم ولا بالمبيت ولا بالسكنى وإنما يسير إليها في وقت يناسبه ويقضي منها وطره ثم يخرج، وهو جائز إذا رضيت الزوجة بذلك، ولكن لابد من إعلان النكاح مع الاعتراف بها كزوجة لها حقوق الزوجات، ولأولاده منها حقوق الأبوة عليه"[43].

"زواج مسیار ایک جدید اصطلاح ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اسے اس کے گھر میں ہی رہنے دے اور وہ اس کے نفقہ و سکنیٰ اور اس کے ہاں شب بسری کا پابند نہ ہو گا۔ نیز وہ اپنے اوقات میں سے جب چاہے اس کے پاس آکر اپنی جنسی خواہش پوری کر سکتا ہے۔ اگر عورت رضامند ہو تو یہ صورت جائز ہے لیکن اسکے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ نکاح کا اعلان کیا جائے اور مرد یہ اعتراف کرے کہ یہ عورت اس کی بیوی ہے جس کے لیے بیویوں کے حقوق ہوں گے اور اس سے جو اولاد ہو گی وہ بھی اپنے حقوق کی مستحق ہو گی۔ "

الشیخ یوسف محمد المطلق

موصوف ادارۃ الافتاء والدعوۃ الارشاد سعودی عرب کے رکن ہیں۔ نکاحِ مسیار کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

"الزواج الشرعي هو ما تم فيه أركانه وشروطه، وأما الاشتراط بتنازل المرأة عن حقها في النفقة والقسم فهو شرط باطل، والزواج صحيح، ولكن للمرأة بعد الزواج أن تسمح بشيء من حقها. وذلك لا يخالف الشرع، وهذا الزواج قد يكون مفيداً لمن يعيش في ظروف خاصة كأم أولاد تريد العفة والبقاء مع أولادها، أو راعية أهل مضطرة للبقاء معهم" [44].

"نکاح شرعی وہ ہوتا ہے جس میں ارکان و شرائط مکمل طور پر موجود ہوں۔ نکاح میں بیوی کے اپنے نان و نفقہ اور تقسیم کے حقوق سے دستبردار ہونے کی شرط باطل ہے۔ اگرچہ نکاح صحیح ہے البتہ نکاح کے بعد عورت اپنے حقوق سے دستبرداری اختیار کرے تو درست ہے۔ نکاح کی یہ صورت اس کے لیے مفید ہے جس کی زندگی کچھ خاص حالات میں گزر رہی ہے۔ جیسے وہ عورت جس کے کئی بچے ہیں، وہ اولاد کے ساتھ بھی رہنا چاہتی ہے اور عفت و عصمت کی بھی خواہاں ہے۔ یا پھر ایسے بچوں کی ذمہ داری نبھارہی ہے جن کی بقاء کے لیے اس کا ان کے ساتھ رہنا ضروری ہے"۔

لجنۃ الفتوی بالشبکۃ الاسلامیہ

ایک مطلقہ عورت کے نکاح مسیار کے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرمایا گیا:

"فزواج المسيار جائز --- ويشترط فيه شروط النكاح من الولي وغيره من الشروط، فإذا اختل فيه شرط كعدم الولي لم يصح" [45]

"پس نکاحِ مسیار جائز ہے ---اور اس میں نکاح کی شروط پائی جاتی ہیں یعنی ولی وغیرہ کی شروط، اگر اس میں کوئی شرط معدوم ہو جیسے ولی کا نہ ہونا تو صحیح نہیں ہے۔"

الشیخ صالح بن مقبل العصیمی

شیخ موصوف بھی نکاح مسیار کے جواز کا موقف رکھتے ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے اسے ایک عام نکاح قرار دیا۔ وہ فرماتے ہیں:

"بالنسبة لزواج المسيار فهو في الحقيقة زواج عادي صحيح يتوفر فيه ما يتوفر في الزواجات الأخرى الصحيحة شروطه بموافقة الولي واشتراط الشهود والمهر " [46]

"نکاح مسیار حقیقت میں عام ہی نکاح ہے اور صحیح ہے۔ اس میں وہی چیزیں پائی جاتی ہیں جو دوسری صحیح شادیوں میں پائی جاتی ہیں۔ اس کی شرط ولی کی موافقت ہے اور گواہی اور مہر کی شرط بھی ہوتی ہے۔"

الشیخ ابن عثیمینؒ

شیخ ابن عثیمینؒ نے نکاح مسیار کی صحت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"أن زواج المسيار إذا استوفى شروط الزواج الصحيح من الإيجاب والقبول ورضا الولي والشهود أو الإعلان : فإنه عقد صحيح" [47]

" بلاشبہ نکاح مسیار جب صحیح نکاح کی شروط پوری کرتا ہے یعنی ایجاب و قبول، رضائے ولی، گواہ اور اعلان تو یہ نکاح صحیح ہے۔"

عبداللہ المطلق

موصوف ہیئۃ کبار علماء سعودی عرب کے ممبر ہیں۔ انہوں نے نکاح مسیار کے جواز کو یوں بیان فرمایا:

"إن هذا الزواج حلال "إذا كان بنية العدل وإعطاء المرأة حقوقها، أما إذا كان بنية خداع النساء وتضييع حقوقهن فلا يجوز"[48].

بلا شبہ یہ نکاح حلال ہے جب عدل اور عورت کو اس کے حقوق دینے کی نیت سے ہو۔ اگر عورتوں کو دھوکہ دینے اور ان کے حقوق کے ضیاع کی نیت ہو تو پھر جائز نہیں۔"

مذکور علماء کے علاوہ ڈاکٹر احمد الحجی الکردی[49]، جمہوریہ مصر عربیہ کے سابق مفتی اعظم شیخ نصر واصل[50]، ڈاکٹر سعد عنزی[51]، الشیخ ابی عبدالمعز محمد علی فرکوس[52]، الشیخ محمد المنجد[53]، شیخ ازھر محمد طنطاوی[54]، سعودی عرب ریاض محکمہ کبریٰ کے قاضی شیخ ابراہیم بن صالح الخضیری[55] بھی نکاح مسیار کی حلت و صحت کے قائلین میں سے ہیں۔

حاصل بحث

مذکورہ بحث کو شریعت کے اصول مصلحت کی روشنی میں دیکھا جائے تو نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ حالات حاضرہ میں نکاح مسیار کے مصالح زیادہ اور مفاسد کم ہیں۔ مصلحت جلب منفعت اور دفع مضرت کا نام ہے۔ اصول مصلحت کے تحت اگر دو مفسدے ہی کیوں نہ ہوں پھر بھی بڑے مفسدے سے بچنے کی خاطر کمتر مفسدے کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ شیخ ابن تیمیہؒ کے مذکورہ قول سے بالکل عیاں ہے۔ یہی صورت حال یہاں بھی درپیش ہے۔ جن علماء نے مخالفت کی ہے انہوں نے نکاح مسیار کے مصالح کو نظر انداز کر کے مفاسد کو نمایاں کیا ہے۔ اس کے برعکس جن علماء نے اس کے مطلق جواز کا فتویٰ دیا ہے انہوں نے صرف مصالح کو پیش نظر رکھا ہے۔ علماء کا وہ طبقہ جس نے جواز بالکراہۃ کا موقف اختیار فرمایا ہے انہوں نے شریعت کے اصول مصلحت سے استدلال کیا ہے۔ ان کی نظر میں گو اس نوعیت کے نکاح میں کئی مفاسد کے جنم لینے کا احتمال ہے لیکن وہ مفاسد کمتر ہیں ان مفاسد کے مقابلہ میں جو اسے چھوڑنے سے پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ بات امام کعبہ الشیخ سعود الشریم کے اس ضمن میں مذکور فتویٰ سے روز روشن کی طرح واضح ہے۔ لہٰذا اس کے جواز کا فتویٰ ہی قرینِ مصلحت ہے۔ اور عدم جواز پر بے جا سختی بلا جواز ہے۔ تاہم اس قسم کے نکاح کا معروف شرعی نکاح سے تقابل کرنا کسی صورت بھی حوصلہ افزا قدم نہیں ہوگا۔ نکاحِ مسیار گو جائز ہے لیکن معاشرہ میں معیوب ہی سمجھا جائے گا۔ اس لیے عام حالات میں اس قسم کے نکاح کی حوصلہ افزائی کرنا مفاسد میں اضافہ کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

References

1۔ الرعد ۱۳:۳۸

Al Raad13:38

2۔ سنن الترمذی، ابواب النکاح، باب ماجاء فی فضل التزویج والحث علیہ، ح 1080

Sunnan Al Tirmizêwuui, Abwab al nikah, bab ma jaa fi Fazl al Zawaij Wa al hatho alaih ,Hadith#108

۔[۳] ابن ماجہ،ابواب ا لنکاح، باب ماجاء فی فضل ا لنکاح،ح ۱۸۴۶

Ibn e Maja , abwab al Nikah , bab ma jaa fi Fazl al Nikah, Hadith#1846

۔[۴] صحیح البخاری، کتاب ا لنکاح، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم، ح ۵۰۶۶

Sahih Al Bukhari, Kitab al Nikah, Hadith#5066

۔[5] شعب الایمان، باب فصل فی الترغیب فی ا لنکاح، ح 5100

Shuab al Eeman , Bab Fasal fi al Targeeb fi al Nikah, Hadith#5100

۔[6] ابن ماجہ، کتاب ا لنکاح، باب ماجاء فضل ا لنکاح، ح ۱۸۴۷

Ibn e Maja Kitaab al Nikah , bab ma jaa fi Fazl al Nikah, Hadith#1847

۔[7] ابراہیم انیس، ڈاکٹر وغیرہ، المعجم الوسیط، المکتبۃ الاسلامیہ، استنبول، بذیل مادہ س ی ر، ص: ۴۶۷

Ibraheen Anis , Dr. etc. *Al Mu'jam Al Waseet, Al Maktaba Al Islamia,Istanbul, p:467*

۔[8] ابن منظور، لسان العرب، بذیل مادہ سیر، ۴/۴۸۷

Ibn e Manzoor, Lisan Al Arab, 4:487

۔[9] ایضاً، ۵/۲۹۵

Ibid, 5:295

۔[10] البقرۃ ۲:۱۸۵

Al Baqarah 2:185

۔[11] طاہر اسلام، حافظ، نکاحِ مسیار، ماہنامہ الاحیاء، جلد: ۱، شمارہ: ۱، جولائی ۲۰۰۷ء، الاحیاء ریسرچ فاؤنڈیشن، لاہور، ص: ۳۷

Tahir Islam , Hafiz, Nikah e Misyar, vol:1, issue:1, July 2007H, research Foudation, Lahore, p:37

۔[12] القرضاوی یوسف، حول زواج المسیار مجلۃ المجتمع الکویتیۃ، العدد 5، ۱۳۰۳ھ، ۱۹۹۷م، ص ۱۳

Al Qardhavi Yousuf, Hol Zawaj al Misyar, Majallah al Mujtame al Quawaitia, Issue:5, 1997, p:13

[13] ۔www.albasirah.com/ur/gallery/22-august/.../598-august-10.html?

۔[14] طاہر اسلام، نکاح مسیار، ص: ۶۲

Tahir Islam , Nikah Misyar, p:62

15 ـ شعیب احمد، حافظ، خلفاء راشدین کا اجتہادی منہج و نوعیت اور عصر حاضر میں اس سے استفادہ، دار النوادر، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص: ۳۷۰

Shoib Ahmad , Hafiz, Khulafa Rashideen ka Ijtihadi Manhaj wa Noiyyat awr Asr e Hazir men is se Istafada, Dar al Nawadir, Lahore, 2013, p:370

16 ـ طاہر اسلام، حافظ، نکاحِ مسیار، ص: ۵۱

Tahir Islam , Nikah Misyar, p:51

17 ـ الجوہری، العلامہ، ''الصحاح فی اللغۃ والعلوم''، دار الحضارۃ العربیۃ، بیروت، ط: ۱، ۱۹۷۴ء، ۱/۷۲۹

Al Jowhri al Allama , Al Sihah fi allugh al Uloom , Darul al Hazara al Arabia, Beirut, Add:1, 1974, 1:729

18 ـ الغزالی، ابی حامد محمد بن محمد، المستصفی من علم الاصول، منشورات الشریف الرضی، قم، ط: ۲، ۱۳۶۲ھ، ۱/۲۸۶

Al Ghazali, Abi Hamid, Muhammad bin Muhammad , Al Mustasfa , min Ilm al Usul, Manshoorat , al Sharif , al Razi , Qum, add:2, 1362H, 1:286

19 ـ ابن قیم الجوزیہ، شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین عن رب العالمین، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۶ء، ۳/۱۳

Ibn Qayyam al Jauzia*, Ialam al Mouqe'in, an Rab al Aalameen,* , Dar al Kutub al Ilmia , Beirut, 1996, 3:13

20 ـ آراء-العلماء-في-زواج-المسيار https://www.yabeyrouth.com/5436

Aara al Ulama , fi Zawaj al Misyar, 5436/ https://www.yabeyrouth.com

21 ـ ایضاً

Ibid

22 ـ ایضاً

Ibid

23 ـ الروم 21:30

Al Room30:21

24 ـ https://islamqa.info/ar/answers/82390

25 ـ ارشیف منتدی الالوکۃ 1،572

Arsheef Muntadi al Uluka1,572

26 ـ آراء-العلماء-في-زواج-المسيار https://www.yabeyrouth.com/5436

Aara al Ulama , fi Zawaj al Misyar, 5436/ https://www.yabeyrouth.com

27 ـ https://dailypakistan.com.pk/23-Apr-369710/2016

[28]ـ آراء-العلماء-في-زواج-المسيار https://www.yabeyrouth.com/5436

Aara al Ulama , fi Zawaj al Misyar, 5436/ https://www.yabeyrouth.com

[29]ـ ایضاً

Ibid

[30]ـ ارشیف منتدی الالوکۃ 1، 572

Arsheef Muntadi al Uluka1,572

[31]ـ آراء-العلماء-في-زواج-المسيار https://www.yabeyrouth.com/5436

Aara al Ulama , fi Zawaj al Misyar, 5436/ https://www.yabeyrouth.com

[32]ـ 15226https://fatwa.islamonline.net/

[33]ـ آراء-العلماء-في-زواج-المسيار https://www.yabeyrouth.com/5436

Aara al Ulama , fi Zawaj al Misyar, 5436/ https://www.yabeyrouth.com

[34]ـ الاشقر، اسامہ عمر، مستحدات فقہیۃ فی قضایا الزواج والطلاق، ص ۱۶۳

Al Ashqar , Usama Umer, Mustahdath, Fiqhiyya, fi Qadhaya al Zawaj w al Talaq, p:163

[35]ـ آراء-العلماء-في-زواج-المسيار https://www.yabeyrouth.com/5436

Aara al Ulama , fi Zawaj al Misyar, 5436/ https://www.yabeyrouth.com

[36]ـ ایضاً

Ibid

[37]ـ ایضاً

Ibid

[38]ـ ارشیف ملتقی اہل الحدیث 1، 321/82

Arsheef , Multaqi Ahl al Hadith1, 82:321

[39]ـ صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی المہر عند عقدۃ النکاح، ح 2721

Sahih al Bukhari , Kitab al Shuroot, Bab al Shuroot fi al mahr inda Uqda al Nikah, Hadith#2721

[40]ـ الجریسی، خالد بن عبدالرحمٰن، فتاویٰ علماء البلد الحرام، مکتبۃ الملک فھد الوطنیۃ، الریاض، ط:11، 1432ھ، ص 1333، 1334

Al Jarjees, Khalid bin Abdul Rahman, Fatawa Ulama, al Balad al Haram, Maktaba , al Malak Fahad al Watania, al Riaz, Add:11, 1432H, pp:1331,1334

[41]ـ ابن باز، عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن، مجموع فتاویٰ ومقالات متنوعۃ، رئاسۃ البحوث العلمیۃ والافتاء، الریاض، 1423ھ، ط:۲۰، 1/431، ۴۳۲

Ibn al Baz, abddul Aziz bin Abdullah bin Abdul Rahaman, Fatawa wa maqalat Mutaniwa, Riaasa al Buhuth al Ilmia al Ifta, al Riaz, 1423H, add:1, 20/431,432

[42] ـ "جریدۃالجزیرۃ"الجمعۃ15ربیع الثاني1422ھ،العدد:10508

Jareeda al Jazeera, al Jumuaa, 15 Rabia al Thani 1422H, Issue:10508

[43] ـ 5436https://www.yabeyrouth.com/

[44] ـ 5436https://www.yabeyrouth.com/

[45] ـ فتاوی الشبکۃالاسلامیہ،5239/13

Fatawa al Shabka al Islamia, 13/5239

[46] ـ ارشیف ملتقی اھل الحدیث 1،81/52

Arsheef Multqi ahl al Hadith1, 52/81

[47] ـ 82390https://islamqa.info/ar/answers/

[48] ـ .html425378https://www.radiosawa.com/a/fatwa-ksa/

[49] ـ آراء-العلماء-في-زواج-المسیار5436https://www.yabeyrouth.com/

Aara al Ulama , fi Zawaj al Misyar, 5436/ https://www.yabeyrouth.com

[50] ـ ایضاً

Ibid

[51] ـ ایضاً

Ibid

[52] ـ https://ferkous.com/home/?q=fatwa-1149

[53] ـ ارشیف ملتقی اھل الحدیث 1،78/52

Arshheef Multaqi ahl al Hadith1, 52/78

[54] ـ آراء-العلماء-في-زواج-المسیار5436https://www.yabeyrouth.com/

Aara al Ulama , fi Zawaj al Misyar, 5436/ https://www.yabeyrouth.com

[55] ـ ایضاً

Ibid